ابنائے فارس کی اہم ذمہ داریاں

(فرمودہ ۸ مئی ۱۹۳۶ء)

۸- مئی ۱۹۳۶ء حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے حضرت نواب محمد علی خاں صاحب کے صاحبزادہ میاں محمد احمد صاحب کا نکاح حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم- اے کی صاحبزادی سیدہ امتہ الحمید بیگم صاحبہ سے پندرہ ہزار روپیہ مہر پر پڑھا۔

خطبہ مسنونہ کی تلاوت کے بعد فرمایا :

ایک طرف تو ہم دیکھتے ہیں کہ انسانی حیات کے سلسلہ کو ایسا ضروری قرار دیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ رہبانیت ایک بدعت ہے جو عیسائیوں نے جاری کی تھی اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ اسلام کے ساتھ رہبانیت کا کوئی تعلق نہیں۔ ایک طرف تو نسل انسانی کو چلانے پر اتنا زور دیا گیا ہے کہ شادی نہ کرنے والے کے متعلق رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ اس کی عمر ضائع ہوگئی اور دنیا سے بطّال گیا۔ لیکن دوسری طرف ہم دیکھتے ہیں کہ بنی نوع انسان کی حالت ایسی بھیانک اور ایسی خطرناک ہو رہی ہیں کہ مثلاً اسی زمانہ کے متعلق بعض بزرگوں کے اقوال سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سے درندوں نے بھی پناہ مانگی ہے۔ قرآن کریم میں بھی اللہ تعالیٰ بعض انسانوں کے متعلق فرماتا ہے۔ شَرُّ الْبَرِيَّةِ [1] اُولٰٓئِکَ کَالْاَنْعَامِ بَلْ ھُمْ اَضَلُّ۔ [2] بلکہ حیوانوں سے بھی بدتر یعنی الْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً۔ [3] پتھر دل بلکہ پتھر سے بھی زیادہ سنگدل ہیں۔ تو ایک طرف انسانوں کی یہ حالت بیان کرنا کہ ان کو حیوانوں سے بھی گرے ہوئے بتانا، بدترین مخلوق قرار دینا اور بزرگوں کا یہ فرمانا

کہ بعض انسانوں سے جنگل کے درندے بھی پناہ مانگیں گے اور دوسری طرف یہ تاکید کرنا کہ نکاح کرو جو نکاح نہیں کرتا وہ عمر کو باطل کرتا ہے بظاہر ایک معمہ نظر آتا ہے۔ ایک طرف تو شادی پر اتنا زور ہے مگر دوسری طرف شادی کے نتائج کی اتنی تحقیر ہے اگر شادی کے نتیجہ میں شَرُّ الْبَرِیَّۃِ۔ اُولٰٓئِکَ کَالْاَنْعَامِ بَلْ ھُمْ اَضَلُّ۔ اور اَشَدُّ قَسْوَۃً ہی پیدا ہونے تھے۔ اگر یہی مخلوق ہے جو شادی کے نتیجہ میں دنیا میں آنی تھی تو ایسی شادی سے تو روکنے کا حکم دینا چاہئے تھا۔ اور شاید اسی وجہ سے عیسائیوں میں یہ خیال پیدا ہو گیا کہ شادی نہ کرنا شادی کرنے سے بہتر ہے کیونکہ شرارت اور بدی کو جس قدر جلد مٹایا جاسکے اتنا ہی اچھا ہے۔ ہمیں غور کرنا چاہئے کہ آخر کیا بات ہے کہ جس سے یہ دو متضاد چیزیں ایک جگہ جمع ہو رہی ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ اس کا حل اس منطقی مسئلہ سے ہو جاتا ہے کہ انسان کے اندر اللہ تعالیٰ نے دو طاقتیں پیدا کی ہیں ایک بالفعل اور ایک بالقوۃ۔ ایک وہ جو ظاہر ہو رہی ہوتی ہیں اور ایک کے اظہار کی قابلیت انسان کے اندر رہتی ہے۔ بے شک اس زمانہ کے متعلق بہت سخت الفاظ استعمال کئے گئے ہیں اور ہر نبی کی بعثت سے قبل ایسا ہی زمانہ ہوتا ہے۔ رسول کریم ﷺ کی بعثت سے قبل زمانہ کے متعلق بھی سخت الفاظ آتے ہیں جیسا کہ فرمایا ظَھَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ۔ [۲] اہل کتاب بھی خراب ہو گئے اور غیر اہل کتاب بھی۔ حضرت مسیح علیہ السلام نے بھی فرمایا ہے کہ اس زمانہ کے لوگ سانپ اور سانپ کے بچے ہیں اور ان کو سؤر اور کتے قرار دیا ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ کتوں کو عام طور پر لوگ مروانا ہی پسند کرتے ہیں سوائے ان کے جن سے کوئی خدمت لیتے ہیں۔ میونسپل کمیٹیاں بھی کتوں کو مروانے کا انتظام کرتی ہیں۔ پس یہ تین زمانے تو ہمارے سامنے ہیں اور ان زمانوں کے لوگوں کے متعلق جو خطاب ہیں وہ بھی ہمارے علم میں ہیں۔ رسول کریم ﷺ کے زمانہ اور موجودہ زمانہ کے متعلق خطابات تو قرآن کریم میں موجود ہیں اور حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق بائبل میں آتا ہے کہ آپ نے اپنے زمانہ کے لوگوں کو سؤر، کتے، سانپ، سانپ کے بچے اور حرام کار قرار دیا اور اس قسم کی نسل کے ہوتے ہوئے اگر انسان سے کہا جاتا ہے کہ اور نسل پیدا کرو تو ہمیں اس میں یہی حکمت نظر آتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان میں بالقوہ ایسی قابلیتیں رکھی ہیں کہ اگر انہیں درست طور پر استعمال کیا جائے اور صحیح لائنوں میں چلایا جائے تو وہ دنیا کا نقشہ بدل سکتی ہیں جو سخت الفاظ استعمال کئے گئے ہیں اور جن برے خطابات سے یاد کیا گیا ہے وہ اس حالت کا اظہار ہے جو موجود ہے لیکن جو

شادی کرنے کا حکم دیا گیا ہے اس کے معنے یہ ہیں کہ نئی اولاد کے ذریعہ اس حالت کو درست کیا جاسکتا ہے۔ جس طرح اگر سالن میں نمک زیادہ ہو تو وہ اس کی موجودہ حالت کا اظہار ہوتا ہے اور ہم اس میں اور پانی ڈلواتے ہیں تو اس لئے کہ اس کی اصلاح ہو جائے۔

رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے ہر بچہ فطرت اسلامی پر پیدا ہوتا ہے گناہ کی فطرت پر نہیں کیونکہ اسلامی فطرت گناہ کی فطرت کو بے کار کردیتی ہے اس لئے شریعت ہمیں حکم دیتی ہے کہ اور شادیاں کرو کہ شاید اور پانی پڑنے سے سالن ٹھیک ہو جائے۔ آپ لوگوں نے دیکھا ہوگا کہ بچے کھیلتے ہیں اور ہم بھی جب بچے تھے کھیلا کرتے تھے۔ ایک چیز کو تاک کر نشانہ لگاتے تھے ایک کے بعد دوسرا اور دوسرے کے بعد تیسرا حتیٰ کہ مقصد پورا ہو جاتا۔ اسی طرح یہ حکم دیا گیا ہے کہ شادیاں کرتے جاؤ اور کرتے جاؤ حتیٰ کہ وہ زمانہ آجائے جس کے لئے دنیا پیدا کی گئی ہے۔ یاد رکھنا چاہئے کہ دنیا میں نیکی اور بدی کے دور ہوتے ہیں۔ بدی دنیا سے بالکل کبھی نہیں مٹ سکتی لیکن جب صحیح شادی اور صحیح تولید سے وہ زمانہ آجاتا ہے جب بدی کو نیکی ڈھانپ لیتی ہے اور غالب آجاتی ہے تو مقصد پیدائش پورا ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد پھر خرابی پیدا ہو جاتی ہے اور پھر اسے ٹھیک کردیا جاتا ہے۔

اس سے یہ مسئلہ حل ہو جاتا ہے کہ دنیا کی اصلاح کا مقصد اولاد کے ذریعہ پورا ہو سکتا ہے۔ آئندہ نسل کے ذریعہ جس طرح نیکی دنیا میں قائم کی جاسکتی ہے اس طرح موجودہ نسل سے نہیں اور جب تک دنیا یہ نکتہ نہ سمجھ لے اس وقت تک قومی طور پر دنیا کی اصلاح نہیں ہو سکتی ہاں انفرادی طور پر ہو سکتی ہے۔ رسول کریم ﷺ نے یہ نکتہ سمجھایا ہے۔ چنانچہ فرمایا جب بچہ پیدا ہو اس کے کان میں اذان کہی جائے پھر فرمایا۔ كُلُّ مَوْلُوْدٍ يُوْلَدُ عَلٰى فِطْرَةِ الْاِسْلَامِ۔ [۵] ادھر قرآن کریم نے فرمایا کہ ہر نفس جو اللہ تعالیٰ سے آتا ہے وہ زکیہ ہوتا ہے بعد میں دوسرے اسے خاک آلود کر کے گندہ کردیتے ہیں۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کی اصلاح نئی پود کے ذریعہ سے کی جاسکتی ہے پرانی نسل ذاتی اصلاح تو کر سکتی ہے مگر دنیا کی اصلاح نہیں کر سکتی۔ دنیا کی اصلاح ہمیشہ آئندہ نسلوں کے ذریعہ ہی کی جاسکتی ہے یہی وجہ ہے کہ اسلام نے باوجود یہ تسلیم کرنے کے کہ دنیا خراب ہو چکی ہے یہ حکم دیا ہے کہ شادیاں کرو کیونکہ آئندہ نسل موجودہ کی نسبت دنیا کی اصلاح کے زیادہ قابل ہوگی۔

اس میں شبہ نہیں کہ انبیاء کے زمانہ کی جماعت آئندہ آنے والی جماعتوں سے اچھی ہوتی ہے مگر یہ بات اس مسئلہ کے مخالف نہیں جو میں نے بیان کیا ہے یہ ایک علم النفس کا عام مسئلہ ہے کہ دنیا کی اصلاح دو طرح ہی ہو سکتی ہے ایک تعلیم و تربیت کے ساتھ اور ایک کنورشن کے ساتھ۔ کنورشن کے معنے یہ ہیں کہ انسان کے نفس میں فوراً ایسی تبدیلی ہو جائے جو اسے کہیں سے کہیں پہنچادے اور انسان کی قلب ماہیت ہو جائے گویا ایک زلزلہ انسان کے اندر آجاتا ہے جو اسے کچھ کا کچھ بنادیتا ہے۔ مگر یہ اتنی شاذ ہوتی ہے کہ زیادہ تر فلسفی اس کے منکر ہیں اس لئے کہ ان کے اپنے تجربہ میں یہ چیز نہیں آتی یہ ہمیشہ نبیوں کے ذریعہ ہوتی ہے۔ انبیاء جب آتے ہیں تو نئی زمین اور نیا آسمان بناتے ہیں ان کی مٹھیوں میں برقی طاقت کی بیٹریاں ہوتی ہیں اور جو ان سے چھوتا ہے اس کا گویا اندرونی حصہ دھل جاتا ہے۔ اس کے سوا جو شخص دنیا کی اصلاح کے لئے کھڑا ہوگا اسے آئندہ نسلوں کی اصلاح سے دنیا کی اصلاح کرنی پڑے گی۔ قلب ماہیت صرف نبی اور نبی کے قریبی زمانہ سے ہی تعلق رکھتی ہے۔ نبی کا زمانہ ایک خاص رَو اپنے اندر رکھتا ہے یہ نہیں کہ وہ رَو فوراً ختم ہو جائے بلکہ نبی کی وفات کے بعد بھی ایک عرصہ تک جاری رہتی ہے رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ خَيْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِیْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَهُمْ۔ [۶] یعنی سب سے بہتر زمانہ میرا ہے، پھر میرے قریب کا زمانہ اور پھر اس سے قریب کا اس کے بعد عام حالت ہو جائے گی کچھ لوگ نیک ہوں گے تو کچھ بد۔ میں نبیوں کے زمانہ کو پیش کرتا ہوں کہ وہ روحانی تخلیق کا زمانہ ہوتا ہے۔ اَخْلُقُ لَکُمْ مِّنَ الطِّیْنِ کَھَیْئَةِ الطَّیْرِ۔ [۷] اس لئے ان کے یا ان کے قرب کے زمانہ کو چھوڑ کر دنیا کی اصلاح آئندہ نسل کے ذریعہ ہی ہو سکتی ہے۔ لیکن اگر شادی کے سلسلہ کو بند کر دیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اصلاح دنیا کا جو ایک ہی ذریعہ تھا اسے بند کر دیا گیا چونکہ انبیاء کی آمد کے سلسلہ میں وقفہ ہوتا ہے اور کئی کئی صدیوں تک کوئی نبی نہیں آتا اس لئے دنیا کی اصلاح کا صرف یہی طریق باقی ہے کہ شادی کر کے آئندہ نسل پیدا کی جائے۔ جو قوم رہبانیت قبول کر لیتی ہے وہ دنیا کی اصلاح کا راستہ روک دیتی ہے اس لئے جو قوم دنیا کی اصلاح کرنا چاہتی ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ شادی کے سلسلہ کو جاری رکھے جس کام کو پہلی نسل پورا نہیں کر سکتی شاید اسے دوسری نسل کر دے۔

میں یہاں اس انسان کا ذکر نہیں کرتا جو حیوانیت کے جذبہ کے ماتحت شادی کرتا ہے بلکہ

اس کا ذکر کر رہا ہوں کہ جو غور کرتا ہے کہ مجھے شادی کرنی چاہئے یا نہیں۔ ایسے انسان کی شادی سے غرض صرف یہ ہوتی ہے کہ بنی نوع انسان کو نیکی پر قائم کرنے کے سامان پیدا کرے۔ پس جب شادی کی غرض یہی ہے تو شادیوں میں اس بات کو مدنظر بھی رکھنا چاہئے اور اس مقصد کو پورا کرنے کا ارادہ اور عزم کرنا چاہئے جس کی وجہ سے رسول کریم ﷺ نے شادی کے برے نتائج نکلنے کے باوجود اس سلسلہ کو بند کرنے کی اجازت نہیں دی۔ کیونکہ کسی کو کیا معلوم کہ اس کی نسل سے وہ انسان پیدا ہو جائے جو دنیا کی اصلاح کر سکے۔ یہ ایسی ہی بات ہے جیسا کہ غوطہ زن موتی کی تلاش میں غوطے لگاتا ہے شادی کی تہہ میں بھی قیمتی موتی موجود ہوتے ہیں اس لئے حکم ہے کہ مارو غوطے شاید وہ موتی جسؑ سے دنیا کی نجات وابستہ ہے تمہارے ہی ہاتھ آجائے۔

آج سے چودہ سو سال قبل مکہ میں جب ایک شخص عبداللہ نامی نے ایک عورت آمنہ نامی سے شادی کی تو کون کہہ سکتا تھا کہ یہ غوطہ زن ایسا موتی نکال کر لائے گا جو دنیا کی کایا پلٹ دے گا۔ مگر وہ بھی ایک شادی ہوئی اور اسی رنگ میں ہوئی تھی کہ مارو غوطے اور موتی تلاش کرو مگر اس کے نتیجہ میں وہ گوہر دستیاب ہوا کہ جو پیدائش انسانی کا مقصود تھا۔ ایک مرد ایک یا دو یا تین یا چار عورتوں سے شادی کرتا ہے اور اندھا دھند بے تحاشا نسل پیدا کرتا چلا جاتا ہے اس میں نیچر کا صرف ایک ہی مقصد ہوتا ہے کہ کوشش کرو اور وہ موتی نکالو جو دنیا کی اصلاح کر سکے اور جس طرح غوطہ لگانے والوں کی کوشش کے نتیجہ میں کچھ سیپ نکل آتے ہیں، کچھ ناقص موتی ہاتھ آتے ہیں اور بعض اوقات کامل موتی مل جاتا ہے اسی طرح غوطہ زنی کے سلسلہ میں کچھ گندی نسلیں پیدا ہو جاتی ہیں اور کچھ کامل۔ مگر اس وقت تک میں نے جو کچھ کہا ہے وہ محض اتفاقی امر ہے۔ اتفاق سے کوئی بچہ اچھا نکل آیا اور کوئی برا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اگر ہم اصلاح چاہتے ہیں تو ہمیں اتفاق سے گزر کر یقین کے مقام پر کھڑا ہونا چاہئے اور رسول کریم ﷺ نے ہمیں وہ طریق بھی بتا دیا ہے کہ جس سے ہم یقین کے مقام پر کھڑے ہو سکتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ انسان ایسی دعائیں کرتا رہے اور نیت شادی کی یہی رکھے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا کہ جب مرد اور عورت ملیں تو دعا کریں کہ اَللّٰھُمَّ جَنِّبْنَا الشَّیْطٰنَ وَجَنِّبِ الشَّیْطٰنَ مَا رَزَقْتَنَا۔[8] یعنی اے خدا ہمیں شیطان سے محفوظ رکھ اور ہمارے ہاں پیدا ہونے والی اولاد کو بھی۔ مگر اس کے متعلق یاد رکھنا چاہئے کہ محض منہ سے یہ الفاظ کہہ دینے سے اولاد شیطان سے محفوظ نہیں رہ

سکتی بلکہ اس دعا کا مطلب یہ ہے کہ ایسا انسان اپنے دل میں شیطان سے بغض پیدا کر لیتا ہے اور اس لئے وہ اس بات کا خاص خیال رکھے گا کہ شیطان کو اپنے بچہ کے پاس نہ آنے دے کیونکہ جو شخص یہ دعا کرتا ہے کہ خدایا میرا بچہ طاعون سے محفوظ رہے وہ اسے کسی طاعون کے مریض کی گود میں ہرگز نہیں بیٹھنے دے گا بلکہ ایسے مریض سے اپنے بچہ کو دور لے جائے گا۔

پس جب رسول کریم ﷺ نے یہ فرمایا ہے کہ جو شخص یہ دعا کرے اس کی اولاد شیطان کے اثر سے محفوظ رہتی ہے تو اس کا یہی مطلب ہے کہ ایسا انسان کوشش بھی کرے گا کہ اسے شیطان کے قریب نہ پھٹکنے دے اور اگر کبھی وہ دیکھتا ہے کہ اس کا بچہ شیطان کے پاس پہنچ گیا ہے تو وہ اسے گھسیٹ کر لے آتا ہے۔ بھلا یہ کس طرح ممکن ہے کہ جو شخص پیدائش سے پہلے اپنی اولاد کو شیطان کے اثر سے محفوظ رہنے کی دعائیں کرتا ہو اس کا بچہ جب شیطان کے پاس پہنچ جائے تو وہ اسے کھینچ کر واپس نہ لائے۔ اگر وہ ایسا نہیں کرتا تو وہ جھوٹا ہے اور اس کا یہ دعا کرنا دل سے نہیں بلکہ محض زبان سے ہے۔

پس ہمیں غور کرنا چاہئے کہ ہم میں سے کتنے ہیں جو اپنی اولاد کو شیطان سے بچاتے ہیں۔ کیا یہ حقیقت نہیں کہ ہم لوگ خود اپنے بچوں کو جھوٹے، فریبی، مکار، غافل، بے دین، بد اخلاق اور کام چور بناتے ہیں۔ کیا ہم میں ایک فیصدی بھی ایسے لوگ ہیں جو ایسا کرتے ہوں؟ بچے کو تو کچھ علم نہیں ہوتا اس لئے بچے کو شیطان بنانے والا اس کا باپ ہوتا ہے جو اس کی پیدائش سے پہلے تو دعا کرتا تھا کہ شیطان اس کی اولاد کے پاس تک نہ آئے مگر وہ خود اسے شیطان بلکہ اس سے بھی برا بنا دیتا ہے۔ شیطان کا قصور کیا ہے جبکہ خدا تعالیٰ نے اسے اس کام پر لگا رکھا ہے۔ پاخانہ لاکھ برا سہی مگر ابو جہل سے تو برا نہیں۔ ابو جہل جو کرتا تھا بالارادہ کرتا تھا۔ شیطان کا فعل ایک طبعی تقاضا ہے مگر جس بچے میں شیطانی عادات پیدا ہوں گی وہ جو کچھ کرے گا بالارادہ کرے گا اس لئے اسے تو شیطان کا دادا کہنا چاہئے۔ مجھے سخت افسوس ہے کہ لوگ منہ سے تو دعا کرتے ہیں کہ خدایا ہماری اولاد کو شیطان سے بچا مگر عملاً ان کو جھوٹا، غافل، سُست، نمازوں کا تارک بناتے اور دینی تعلیم، تقویٰ اور طہارت کے رستہ سے دور رکھتے ہیں۔ ان کے جھوٹ کو مخفی کرتے ہیں، ان کی چوری پر پردہ ڈالتے ہیں اس لئے ان کا یہ کہنا کہ انہوں نے دعا مانگی تھی ایسا جھوٹ اور فریب ہے جس سے زیادہ جھوٹ اور فریب اور کوئی نہ ہوگا ان کی دعا کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔ اگر ان کے دل میں شیطان سے فی الواقع ایسی نفرت ہوتی کہ وہ بیوی کے پاس

جانے سے قبل دعا کرتے کہ اللہ تعالیٰ انہیں ایسی نسل عطا کرے جو شیطان کے اثر سے محفوظ ہو تو بچہ کے پیدا ہونے کے بعد تو وہ اس وہم میں پاگل ہو جاتے کہ شیطان ان کے قریب نہ آجائے اور دھکے دے دے کر اسے دور لے جاتے لیکن وہ کرتے کیا ہیں بچے کو شیطان کی گود میں دے دیتے ہیں حتیٰ کہ وہ خود شیطان بلکہ شیطان کا بھی استاد بن جاتا ہے۔

پس شریعت نے جو شادی کرنے اور اولاد پیدا کرنے کا حکم دیا ہے اس کا یہی مطلب ہے کہ پہلے قصور اور کوتاہی کی تلافی کی کوشش کی جائے۔ جب کسی دوست سے ہماری لڑائی ہو جائے تو دوبارہ اس کے گھر پر ہمارا جانا اس غرض سے نہیں ہوگا کہ پہلا جھگڑا اور بھی بڑھ جائے بلکہ مصالحت کی نیت سے ہوگا۔ اسی طرح پہلے خراب نتائج کے باوجود جب یہ حکم ہے کہ شادی کرو تو اس کا مطلب یہی ہے کہ پہلوں کا کفارہ کرو اور کوشش کرو کہ تمہارے ذریعہ ایسی نسل پیدا ہو جو شیطان اور اس کی طاقتوں کو کچل دے۔ اور وہ انسان جو اس نیت سے شادی کرتا اور پھر اس کے پورا ہونے کے لئے بھی پوری سعی کرتا ہے وہ دنیا کو دوزخ سے جنت میں تبدیل کر دیتا ہے۔ مگر اس نکتہ کو سمجھنے کی ضرورت ہے کہ کیوں اس قدر گندی دنیا کے موجود ہونے کے باوجود یہ حکم ہے کہ شادی کرو۔ یہ ایسی ہی بات ہے کہ ایک صنّاع جب ایک چیز بناتا ہے اور اس میں کوئی نقص رہ جاتا ہے تو وہ پھر کوشش کرتا ہے اور پھر کوشش کرتا ہے حتیٰ کہ کامیاب ہو جاتا ہے۔ اسی طرح تم میں سے ہر ایک کو کوشش کرنی چاہئے کہ پہلے گناہ کا کفارہ ہو اور جب تک اس لائن پر نہ چلا جائے شادی کا مقصد پورا نہیں ہو سکتا۔

پس اس تقریب پر میں جماعت کو بالعموم اور اس خاندان کے افراد کو بالخصوص جسے اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں اس غرض کے لئے چنا ہے کہ دنیا میں اسلام کو قائم کرے جب رسول کریم ﷺ نے یہ فرمایا کہ جب ایمان آسمان پر اٹھ جائے گا تو ابنائے فارس سے کچھ لوگ اسے واپس لائیں گے تو یہ صرف پیشگوئی ہی نہیں تھی بلکہ اپیل تھی ابنائے فارس سے کہ جب ایسا دن آئے تو تمہارا فرض ہوگا کہ اسلام کو واپس لاؤ۔ پس اس اپیل کے جواب میں ابنائے فارس کا فرض ہے کہ وہ دعاؤں کے ذریعہ، کوشش کے ذریعہ، اپنے جذبات کو مارنے کے ذریعہ، غرضیکہ جس طرح بھی ممکن ہو اسلام کو دنیا میں قائم کریں۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اہل بیت اگر اچھے کام کریں تو ان کے لئے دوہرا اجر ہے لیکن غفلت کی صورت میں ان کے لئے سزا بھی دگنی ہے۔ اس لئے موجودہ زمانہ میں اسلام کے نظام میں جو بگاڑ پیدا

ہو چکا ہے اس کی درستی کی ذمہ داری حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاندان پر دگنی عائد ہوتی ہے ان کے لئے انعام بھی دہرے ہیں مگر سزا بھی دہری ہے۔ اگر وہ اپنے مقصد کو پورا کریں تو ان کے لئے ثواب بھی دوسروں سے دہرا ہے لیکن اگر ان کے اندر خودسری ہو، اگر دنیا کی بہتری اور ترقی کے لئے ان میں قربانی کا مادہ نہ ہو تو پھر سزا بھی ان کو دوسروں سے زیادہ ملے گی کیونکہ انہوں نے نور کو قریب سے دیکھا اور محروم رہے۔

پس اس تقریب پر میں ان نوجوانوں سے جنہوں نے شادیاں کرنی ہیں یا جو نسل پیدا کر رہے ہیں بالخصوص حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاندان سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ان کے شادی کرنے اور اولاد پیدا کرنے سے خدا تعالیٰ کو کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے اور اس کی حکومت کو اس سے کیا تقویت حاصل ہو سکتی ہے۔ وہ اپنی بہتری کے لئے نہیں کہتا بلکہ جس طرح ایک دفعہ غلط حرف لکھ دینے پر استاد شاگرد سے کہتا ہے کہ پھر کوشش کرو بیٹا ہمت نہ ہارو اسی طرح اس حکم کے ذریعہ اللہ تعالیٰ انسان کا حوصلہ بڑھاتا ہے اور ہمیں توجہ دلاتا ہے کہ اس سے فائدہ اٹھاؤ اور کوشش کر کے ایسی نسل پیدا کرو جو دنیا سے بغض، کینہ، لالچ، حرص، دنیا سے پیار، جھوٹ، فریب، مکاری، دغابازی وغیرہ وغیرہ کو مٹادے اور دنیا میں رسول کریم ﷺ سے عشق اور دین سے وابستگی رکھنے والے لوگ پیدا ہوں جو دنیا سے دہریت اور بے دینی کو کچل دیں۔ شیطان آج ہم پر کس طرح حملہ کرتا ہے عموماً ہمارے بچوں کے ذریعہ سے ہی وہ ہم پر حملہ کرتا ہے۔ ہمارے بچے جاتے ہیں اور مغربی تعلیم سے متأثر ہو کر اسی تلوار سے باپ دادا کے سر کاٹتے ہیں۔ لیکن اگر ہم خود توجہ اور عقل سے کام لیں تو کیا ہم اپنے بچوں کے ذریعہ شیطان کا سر نہیں کاٹ سکتے؟ یقیناً کاٹ سکتے ہیں اور بہت زیادہ آسانی سے کاٹ سکتے ہیں کیونکہ وہ بہرحال غیر ہے اور اپنے بچوں پر ہم جس آسانی سے اثر ڈال سکتے ہیں وہ نہیں ڈال سکتا۔

پس اس نکتہ کو سمجھ کر آئندہ اپنی اولادوں کی تربیت کرو اور پھر دیکھو دنیا کس آسانی سے بدل جاتی ہے۔ لیکن اگر تم خود ان کو نمازوں میں سست کرو، قربانی سے روکے رکھو بلکہ اگر کبھی موقع بھی آئے تو ان کے رستہ میں روک بن جاؤ تو وہ مقصد پورا نہیں ہو سکتا جو رسول کریم ﷺ نے اس دعا میں رکھا ہے اور ایسے شخص کی دعا جو عملی طور پر کوئی کوشش نہیں کرتا اس کے منہ پر ماری جائے گی اور اسے کوئی فائدہ نہیں دے سکے گی۔

(الفضل ۱۴۔ مئی ۱۹۳۶ء صفحہ ۴ تا ۶)

۱؎ البینہ : ۷
۲؎ الاعراف : ۱۸۰
۳؎ البقرۃ : ۷۵
۴؎ الروم : ۴۲
۵؎
۶؎ مسلم کتاب الفضائل باب فضل الصحابۃ ثم الذین یلونھم......الخ
۷؎ اٰل عمران : ۵۰
۸؎ ترمذی کتاب النکاح باب ما یقول اذا دخل علی اھلہ